بنائے لا الہ است حسین رضی اللہ عنہ......شاعر کون

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ یا کوئی اور؟

سید محمد معین حسین چشتی

سید الشہداء، سبط نبی ﷺ، فرزند علی علیہ السلام، امام عالی مقام، حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں عقیدت بھرا سلام کہنا اردو شاعری میں موضوع کے لحاظ سے ایک اہم صنف سخن ہے۔ قدیم و جدید اردو شعراء نے بلا تفریق مذہب و ملت اور عقیدہ، امام عالی مقام کے حضور عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل رباعی بے حد مقبول اور زبان زد خاص و عام ہے۔

شاہ است حسین پادشاہ است حسین دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

بعض اہل علم نے اسے متنازعہ فیہ قرار دیا ہے ان کا خیال یہ ہے کہ یہ رباعی دیوان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں شامل نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے اس دیوان کے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ انتساب پر شبہات وارد کیے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ یہ دیوان ملا معین کاشفی صاحب معارج النبوت کا ہے۔ بعض اہل علم نے اس رباعی کے خواجہ صاحب کے ساتھ انتساب پر یہ شبہ بھی وارد کیا ہے کہ خواجہ صاحب سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین کہتے۔ کیونکہ توحید کا پرچار تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ہر نبی کرتا آیا ہے لہٰذا بایں طور اس جملہ میں غلو پایا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ یہ کس طرح فرما سکتے ہیں کہ حسین لا الہ (یعنی کوئی معبود نہیں) کی بنا ہیں بلکہ وہ یہ فرماتے کہ حسین بنائے الا اللہ ہیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ انہی معترضین میں سے نمایاں معترض محمد عالم مختار حق صاحب یہ اعتراضات نقل کرنے کے بعد خود ہی فرماتے ہیں:

"راقم کی رائے میں چونکہ یہ رباعی تواتر سے بلا انفصال خواجہ صاحب سے منسوب چلی آرہی ہے لہٰذا جب تک اس کے معارض کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کیا جاتا اسے خواجہ صاحب کی تصنیف ہی گردانا جائے گا کیونکہ تواتر بذات خود ایک دلیل محکم کا حکم رکھتا ہے۔" (ماہنامہ نور الحبیب ستمبر ۲۰۰۵، صفحہ ۶۴، ۶۵)

جب موصوف تواتر کو خود ایک دلیل محکم تسلیم کرتے ہیں اور اس کے معارض کوئی ٹھوس ثبوت سامنے نہ آنے پر اسے خواجہ صاحب ہی کی رباعی قرار دینے کی رائے رکھتے ہیں تو پھر یہ بات نا قابل فہم ہے کہ انہوں نے اس رباعی کے خواجہ صاحب کے ساتھ انتساب کو مشکوک بنانے کے لیے مندرجہ بالا دلائل کیوں کر دیئے۔ البتہ اب ان کی طرف سے یہ دلائل سامنے آچکے ہیں اس لئے ان پر بات کرنا ضروری ہے۔

یہ رباعی دیوان خواجہ معین الدین چشتی میں موجود ہے:

میرے نزدیک یہ رباعی خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کی ہی ہے میرے والد گرامی سید پیر خضر حسین چشتی کی وسیع لائبریری میں خواجہ صاحب کا یہ دیوان موجود ہے جس کے صفحہ نمبر ۱۹۶ پر قطعات کے عنوان کے تحت سب سے پہلی رباعی یہی ہے۔

خیال رہے کہ یہ دیوان منظوم اردو ترجمہ کے ساتھ ہے۔ اس کا ترجمہ جناب الحاج عبدالقادر قادری چشتی فدائی نے کیا اسے نیا بازار عید گاہ روڈ دھنباد بہار ہندوستان سے شائع کیا گیا۔ اس کی کتابت نہال احمد کریمی صاحب نے فرمائی۔ خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ دوسرا قلمی نسخہ آستانہ عالیہ آگرہ میں ہے۔ تیسرا قلمی نسخہ اودے پور نظام الدولہ نواب مردان علی خان بہادر سابق دیوان سرکار ماڑواڑ کے کتب خانہ میں ہے جس پر فیضی اور ابو الفضل کی مہریں ثبت ہیں جو انڈین آفس لائبریری میں موجود ہے ان تمام نسخوں میں یہ رباعی موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ شاعری کے آسمان پر کوکب دری بن کر محبان اہل محبت کے دلوں میں روشنی اتارتے رہے۔

اس دیوان خواجہ پر حضرت پروفیسر مجیب الرحمٰن صاحب PHD,M.A کلکتہ

نے تقریظ تحریر فرمائی اور اس میں دیوان خواجہ کا تذکرہ محبت بھرے انداز سے کیا۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب کی تصدیق:

محترم ڈاکٹر ظہور الحسن شارب اجمیری PHD,LLB,M.A بانی و صدر "The Society of Mystics" اجمیر شریف اپنی تالیف معین الہند ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور تقسیم کار فرید بک سٹال لاہور میں یوں رقم طراز ہیں:

"ہمارے خواجہ غریب نواز ایک خوش گو شاعر بھی تھے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیروی میں شاعری کو اپنے جذبات، قلبی وارادت، محبت اور مشاہدات، حقیقت کا ذریعہ بنایا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دیوان آپ کا نہیں ہے بلکہ معین الدین کاشفی کا ہے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کہ اس دیوان سے صاحب دیوان کے اعلیٰ مقامات کا پتہ چلتا ہے یہ بات ان اہل اللہ کو حاصل ہوتی ہے جو روحانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ پس یہ دیوان حضرت خواجہ غریب نواز کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ دیوان فارسی میں ہے اور شائع ہو چکا ہے۔"

پھر انہوں نے اس دیوان میں سے نمونہ کلام پیش کیا اور دوسری رباعی بھی نقل کی ہے لہٰذا اس دیوان میں بھی یہ رباعی موجود ہے جس طرح والد گرامی کی لائبریری والے دیوان میں موجود ہے۔

بنائے لا الہ کہنا غلو نہیں

جو لوگ اس بات پر معترض ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کو بنائے لا الہ قرار دینا غلو ہے کیونکہ توحید کا پرچار تو تمام انبیاء علیہم السلام کرتے آئے ہیں ان کا یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ اس سے انبیاء علیہم السلام کی توحید کے پرچار کے لیے کی جانے والی کوششوں کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ ان تمام معصوم ہستیوں نے حق نبوت ادا فرمادیا اور پیغام توحید انسانیت تک پہنچا دینے کا حق ادا کر دیا حالانکہ کتب احادیث میں وارد ہوا ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کی تبلیغی مساعی سے ایک فرد کو بھی ایمان نصیب نہ ہوا۔

دراصل حضرات انبیاء علیہم السلام کی مخلصانہ کوششیں ہی ان کی کامیابی پر دال ہیں خواہ

یہ کوششیں کم نتیجہ خیز ہوئیں یا زیادہ۔ البتہ خواجہ اجمیر نے امام عالی مقام کو اس پس منظر میں بنائے لا الہ قرار دیا کہ آپ کی لازوال قربانی سے توحید کی بنیادیں اس وقت مستحکم ہوئیں جب ایک مرتبہ پھر معرکہ حق و باطل فیصلہ کن موڑ پر آگیا تھا۔ جیسا کہ معرکہ بدر کے موقع پر آیا تھا کیونکہ معرکہ کربلا حق و باطل ہی کی ایک ٹکر تھی جسے امام عالی مقام کی حریت، عزیمت اور بے مثال قربانیوں نے لازوال بنا دیا۔ اسی موقع پر حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی:

اللھم انی انشدك عھدك و وعدك اللھم ان شئت لم تعبد بعد الیوم ابداً	اے اللہ! میں تجھے اس عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو اسے پورا نہیں کرے گا تو پھر تا ابد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اسی طرح اسی موقع پر آپ ﷺ نے عجز و نیاز کے ساتھ یہ دعا بھی فرمائی:

اللھم ان ظھروا علی ھذہ العصابۃ ظھر الشرك ولا یقوم لك دین	اے اللہ! اگر یہ کافر مسلمانوں کے اس گروہ پر غالب آگئے تو شرک غالب آجائے گا اور پھر تیرا دین قائم نہیں ہو سکے گا۔

کیا ان دعاؤں سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے آئندہ اللہ رب العزت کی بندگی کو اصحاب بدر کی کامیابی میں منحصر فرمایا۔ اسی طرح ان دعائیہ کلمات سے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ حضور ﷺ نے اصحاب بدر پر کفار کے غلبے کو شرک کے غلبے سے تعبیر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ کفار کے غلبے کے بعد اللہ کا دین قائم نہیں ہو سکے گا۔ بعینہ خواجہ اجمیر نے امام عالی مقام کے بارے میں یہ فرمایا کہ آپ کی عظیم قربانی سے توحید کی بنیادیں مستحکم ہو گئیں اور شرک و ضلالت کو راہ نہ مل سکی۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

تاقیامت قطع استبداد کرد موج ، خون او چمن ایجاد کرد

اس "امام حسین" قیامت تک کے لیے استبداد یعنی ظلوم و جور سے حکومت کرنے کو کاٹ کر رکھ دیا اور اس کے خون کی موج نے صحراؤں میں گلشن کھلا دیے۔

تیغ "لا" چوں از میاں بیروں کشید از رگ ارباب باطل خوں کشید

جب نیام سے "لا" کی تلوار نکالی تو اہل باطل کی رگوں سے خون کھینچ لیا۔

نقش الا اللہ بر صحراء نوشت سطر عنوان نجات مانوشت

الا اللہ کا نقش صحرائے (کربلا) پر لکھا کہ ہمارے نجات کے عنوان کی سطر لکھ ڈالی۔

بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است پس بنائے لا الہ گردیدہ است

وہ حق و صداقت کے لئے خاک اور خون میں تڑپا اور لا الہ الا اللہ کی بنیادوں کو مستحکم کر گیا۔

علامہ اقبال کے یہ اشعار دراصل خواجہ غریب نواز کی اسی رباعی "شاہ است حسین" سے ماخوذ و مستفاد ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر حسین قربانی نہ دیتے تو دین اسلام کو کہیں پناہ نہ ملتی اور اگر حسین شہید نہ ہوتے تو آج کرۂ ارض سے یوں حریت کے قافلے نہ نکلتے۔

لا الہ سے مراد کلمہ توحید ہی ہے

بعض اہل علم نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ امام عالی مقام کو تو بنائے لا الہ نہیں بلکہ بنائے الا اللہ کہنا چاہیے تھا یہ ایک لغو اعتراض ہے۔

زبان و ادب کا قاعدہ ہے کہ شعراء کے کلام میں بعض دفعہ مجازاً جزو بول کر کل مراد لیا جاتا ہے۔یہاں بھی صورتحال یہی ہے کہ کلمہ طیبہ کے جزو لا الہ سے مراد مکمل کلمہ طیبہ ہے، جسے ایجاز و اختصار کے لیے اور شعری وزن قائم رکھنے کی خاطر صرف لا الہ کی صورت میں ادا کیا گیا ہے۔

علامہ اقبال کے مذکورہ بالا شعر میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے۔

بحر حق در خاک و خوں غلطیدہ است — پس بنائے لا الہ گردیدہ است

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں کئی مقامات پر پورا کلمہ بھی بیان کیا ہے:

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ — خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

لیکن بعض دوسرے مقامات پر صرف لا الہ بھی لکھا ہے۔ مثلاً جرمن کے معروف راہب نطشے کے بارے میں فرماتے ہیں:

حریف نقطہ توحید ہو سکا نہ حکیم — نگاہ چاہیے اسرار لا الہ کے لیے

یہاں علامہ صاحب کا مقصود لا الہ الا اللہ ہی ہے کیونکہ انہوں نے پہلے مصرعے میں توحید کا ذکر کیا ہے جو لا الہ الا اللہ کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس رباعی سے متعلق دیئے گیے دلائل کا محاکمہ کر دیا گیا ہے جس کی بنیاد پر یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے البتہ معترضین کی نیتوں کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے یہ اعتراضات کس لیے وارد کیے جبکہ ان کے اپنے بقول بھی تواتر سے یہ رباعی سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ منسوب چلی آرہی ہے۔